احساس ہی سے ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو واقعی کچھ کہنا ہے، تو اظہار خیال کا مناسب اور موزوں طرز بھی خود بخود نکل آتا ہے۔ البتہ بغیر تجرباتی احساس کے اظہار خیال کا نفیس طرز سیکھنے کی کوشش محض تصنع پیدا کر دیتی ہے۔

آج کل دنیا میں انجینئر بڑی جانفشانی سے ایسی کلیں ایجاد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، جن کے چلانے کے لیے آدمیوں کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ جب زندگی کا سارا کام برابر مشینوں سے ہونے لگے گا تو انسان کا کیا حشر ہوگا؟ ہمیں فرصت تو زیادہ ضرور مل جائے گی، لیکن یہ نہ معلوم ہونے سے کہ خالی وقت کو کس طرح استعمال کیا جائے، ہم یا تو صرف تحصیل علم یا محض تصورات کی پیروی میں یا مجہول کن تفریحات یا لہو و لعب میں پڑ کر ان کی آڑ میں زندگی کے اہم مسائل سے گریز کرنے کی راہیں نکالتے رہیں گے۔ تعلیم کا کیا معیار ہونا چاہیے، اس پر تو میرے خیال میں سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مگر پہلے کے مقابلے میں انتشار اور بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے، ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے، جس سے بچہ کو سالم اور آزاد شخصیت حاصل کرنے کی تعلیم دی جا سکے۔ جب تک ہم صرف اصول یا تصورات یا مرتب طریق کار کے چکر میں پڑے رہیں گے، دوسروں کو ہم اس بات میں مدد نہیں دے سکتے کہ وہ خود پرستی سے باز رہیں، کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ خوف اور تنازعات لازم ہیں۔ محض ایک قیاسی تکمیل اور مثالی دنیا کا نقشہ تیار

کر لینے سے وہ کایا پلٹ ہرگز نہیں ہو سکتی، جو جنگ و جدال اور عالمگیر تباہی کو ختم کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ذہنی معیار ہمارے موجودہ اقدار کو نہیں بدل سکتے، ایسا تغیر و تبدل صرف صحیح قسم کی تعلیم ہی سے ممکن ہے جس کی مدد سے ہم میں موجودہ کیفیت کو سمجھنے کی صلاحیت بڑھے۔

جب ہم سب مل کر کسی خاص معیار کی حصول کی غرض سے، یا مستقبل کی ترقی کے لیے کوشاں ہوتے ہیں اور بنی نوع انسان کو آئندہ کے نصب العین کے مطابق تیار کرنا چاہتے ہیں، تو در اصل ہمیں انسانوں کی پرواہ نہیں رہتی، بلکہ ہم کو تو صرف اس خیال سے دلچسپی رہتی ہے کہ آئندہ کس قماش کے انسان ہونے چاہییں۔ بجائے اس کے کہ اس پر نظر رہے کہ موجودہ کیفیت کیا ہے، یعنی یہ کہ ہمارے ہم عصروں کی کیا کیا مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں، ہم اسے بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونا چاہیے مستقبل پر تو ایک پردہ پڑا ہوتا ہے۔ اس لیے بجائے اس کے کہ آئندہ کے انسانوں کو اس پردہ کے پیچھے سے جھانکیں اگر ہم انسانوں کی موجودہ کیفیت کو براہ راست سمجھ لیں تو ہماری نظر البتہ حال پر جمی رہے گی تب ہم کو یہ فکر دامن گیر نہ ہوگی، کہ انسان کو کچھ اور ہی وضع و انداز کا بنا دیں بلکہ ساری توجہ اس پر رہے گی کہ ہر انسان اپنے کو اچھی طرح جاننے اور پہچاننے، اس عمل میں کوئی ذاتی غرض یا مفاد شامل نہیں ہے جب صورت حال ہمیں صاف اور واضح نظر آنے لگے گی اور اس کی نوعیت ہم بخوبی سمجھ لیں گے تب ہی اس